ششماہی علوم القرآن علی گڑھ، علوم القرآن، ۱۸/۱، جنوری۔جون ۲۰۰۳ء

تفسیرِ فراہی میں کلام عرب سے استشہاد

ابوسفیان اصلاحی

سورہ عصر کی تفسیر میں مولانا نے سب سے پہلے لفظ ''عصر'' سے بحث کی ہے عصر زمانہ کو کہتے ہیں، جہاں لفظ ''دھر'' میں زمانہ کی مجموعیت کا پاس ولحاظ ہے وہیں عصر میں زمانہ کے گذرنے اور تیز روی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے اس کا اطلاق گذرے ہوئے زمانہ پر ہوتا ہے۔ ۔۱۲۷ امرء القیس کا شعر ہے

وهل ينعمن من كان في العصر الخالي ۱۲۸

(اوران کے لئے کیا آسائش ہے جو گذرے ہوئے زمانے میں تھے؟)

اسی مفہوم کو عبید بن الابرص نے اس طرح ادا کیا ہے۔

فذاك عصر وقد اراني   يحملني نهدة سرحوب ۱۲۹

(وہ بھی ایک زمانہ تھا جب میں اپنے آپ کو دیکھتا تھا کہ بلند قامت اور تیز رفتار گھوڑی مجھے سوار کئے ہوئے ہے)

وقد ''أراني'' دراصل ''حين كنت آراني'' ہے جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے۔

اسی مفہوم کو متلمس نے ۱۳۰ اپنے شعر میں اس طرح پیش کیا ہے۔

عرفت لأصحاب النجائب جدة   اذا عرفوالي في العصور الاوائل ۱۳۱

قطامی ۱۳۲ نے بھی اسی مفہوم کو اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

إني اهتديت لتسليم على دمن   بالغمر غيرهنّ الاعصُرُ الأول ۱۳۳

(مقام غمر میں میں نے ان کھنڈرات کو سلام کیا جن کو گزشتہ زمانوں نے بدل ڈالا تھا)

درید بن صمہ نے بھی اسی گذرے ہوئے زمانہ کے مفہوم کو اپنے شعر میں یوں پیش کیا ہے۔

فان لاتتركي عذلي سفاها   تلمك عليه نفسك غير عصر ۱۳۴

(اگر تو بے وقوفی کی بناء پر مجھے ملامت کرنا نہ ترک کرے گی۔ تو تھوڑے ہی عرصہ بعد تمہارا نفس تم کو ملامت کرے گا۔)

آگے مولانا یہ بتاتے ہیں کہ اہل عرب زمانہ کی تیز رفتاری سے بخوبی واقف تھے اور انھیں اس کا بھی احساس تھا کہ زمانہ سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو مستعد اور سرگرم ہو۔۱۳۵؎ اسی احساس کا اثر مثقب عبدی ۱۳۶؎ کے درج ذیل شعر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

إن الأمورا ذا استقبلتها اشتبهت وفی تدبرها التبيان و العبر ۱۳۷؎

(معاملات اپنی ابتداء میں مشتبہ ہوتے ہیں اور ان میں غور وخوض کرو تو ان میں بڑی بصیرتیں پنہاں ہوتی ہیں)

یہی احساس قس بن ساعدہ ۱۳۸؎ کے یہاں بھی موجود ہے۔

فی الذا هبين الأولين من القرون لنا بصائر ۱۳۹؎

(پہلے گذر جانے والی نسلوں میں ہمارے لئے بصیرتیں ہیں)

اس شعر کے بعد مولانا نے قس بن ساعدہ کا ایک مشہور خطبہ نقل کیا ہے جس میں اس نے لوگوں کی غفلت، حقائق سے چشم پوشی اور زمانے کی اہمیت سے لوگوں کی لاپروائی کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضامین کلام عرب میں کثرت سے ملتے ہیں۔۱۴۰؎ شعراء میں عدی بن زید کا تو یہی موضوع ہی ہے۔

اعاذل مايدريك ان منيتى الى ساعة فى اليوم أوفى ضحى غد

(اے ملامت گر تجھے کیا معلوم کہ میری موت آج کسی گھڑی آ سکتی ہے یا کل وقت چاشت میں)

اعاذل أن الجهل من لذة الفتى وان المنايا للرجال بمرصد ۱۴۱؎

(اے ملامت گر! رندی جوانی کی لذتوں میں سے ہے اور موت ہر وقت لوگوں کی گھات میں رہتی ہے)

كفى زاجرا للمرء ايام دهره تروح له بالواعظات وتغتدى ۱۴۱؎

(انسان کے ایام روزگار ہی اس کی تنبیہ کے لئے کافی ہیں، ہر صبح وشام اس کے سامنے نصیحتوں کے ساتھ آتے ہیں)

آیت "وتواصوا بالحق" میں لفظ حق پر روشنی ڈالتے ہوئے حق کے دو معنی بتائے گئے ہیں، ایک عام دوسرا خاص، اس کا خاص معنیٰ مواسات وہمدردی ہے، اس کا دوسرا مترادف لفظ مرحمت ہے۔ کلام عرب میں اس لفظ کے مواقع استعمال سے واضح ہے کہ جو چیزیں دوسروں کے نزدیک اخلاقی فضیلت کا درجہ رکھتی ہیں وہ اللہ کے نزدیک واجب کا درجہ رکھتی ہیں۔ ۱۴۲ اسی حیثیت سے شعراء نے اکثر اس کا ذکر کیا ہے۔ ربیعہ بن مقروم ۱۴۳ کا شعر ہے۔

یھینون فی الحق أموالھم   اذاللّزباتُ التحین المسیما ۱۴۴

(ادائگی حق کی راہ میں وہ اپنے اموال کو حقیر تصور کرتے ہیں، موسم قحط میں لوگوں کے لئے اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے کھلانے کے لئے تیار رہتے ہیں)

سوید بن أبی کاہل الیشکری ۱۴۵ کا شعر ہے۔

من اناس لیس من اخلاقھم   عاجل الفحش ولاسوء الجزع

(یہ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق میں عاجلانہ بدگوئی اور گھبراہٹ نہیں ہے)

عرف للحق مایغنی بہ   عند مرالأمر مافینا خرع ۱۴۶

(حقوق کو پہچانتے ہیں، اس سے لاتعلق نہیں ہوتے ہیں، معاملات کے وقت ہمارے اندر کمزوری نہیں ہوتی)

لبید کا شعر ہے۔

فإن تقبلوا المعروف نصبر لحقکم   ولن یعدم المعروف حقا ومنسما ۱۴۷

آیت "وتواصوا بالصبر" میں لفظ "صبر" پر روشنی ڈالتے ہوئے بتاتے ہیں کہ صبر کا مفہوم عجز وتذلل ہرگز نہیں ہے، جو بے بسوں اور مجبوروں کا شیوہ ہے، بلکہ اس کا تعلق عزم واستقلال سے ہے، کلام عرب میں اس کا استعمال کثرت سے ہے۔ ۱۴۸

حاتم طائی کا شعر دیکھئے۔

وغمرة موت ليس فيها هوادة　　يكون صدور المشرفي جسورها

(موت وہلاکت کے کتنے دریا ہیں جن کی شدت میں کسی نرمی کا پتہ نہیں ہے، ان پر تلواروں کی دھار کے پل ہیں)

صبرنا له في نهكها ومصابها　　بأسيافنا حتى يبوخ سعيرها ۱۴۹

(ہم نے ان کی تمام آفات وشدائد کے مقابل میں اپنی تلواروں کے ساتھ ثابت قدمی دکھلائی یہاں تک کہ اس کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی)

یہی مفہوم اصبغ ۱۵۰ کے یہاں اس انداز میں موجود ہے۔

يا ابن الحجاجحة المنارة　　والصابرين على المكاره ۱۵۱

(اے شریف سرداروں اور شدائد پر صبر کرنے والوں کی اولاد!)

زہیر بن ابی سلمی کا شعر دیکھئے

قود الجياد واصهار الملوك وصبر　　في مواطن لو كانوا بها سئموا ۱۵۲

(اصیل گھوڑوں کی سواری اور بادشاہوں کی دامادی اور ان مورچوں میں ثابت قدمی جہاں دوسرے ہمت ہار بیٹھیں)

سورہ فیل میں بھی مولانا نے کثرت سے اشعار عرب سے استشہاد کیا ہے اور اشعار عرب ہی کی بنیاد پر مفسرین کے خیال کے برعکس یہ نظریہ پیش کیا کہ اہل عرب نے ابرہہ کی فوج کا مقابلہ کیا نہ کہ اپنے اونٹوں کی خاطر خانۂ کعبہ کو ان کے سپرد کردیا کہ اس کا محافظ تو اللہ ہے۔ اس سورہ میں آئے ہوئے لفظ ''کید'' سے بحث کرتے ہوئے مولانا وضاحت کرتے ہیں کہ اس کا مفہوم مخفی تدبیر ہے۔ ۱۵۳ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

''لا يضركم كيدهم شيئا'' ان کی مخفی تدبیریں تمہیں ذرا بھی گزند نہ پہنچا سکیں گی یہی مفہوم نابغہ کے یہاں اس طرح ہے۔

يقودهم النعمان منه بمحصف　　وكيد يغم الخارجي مناجد ۱۵۴

(نعمان ان کی ایسی محکم تدبیر کے ذریعہ قیادت کرتا ہے جو زور آور حریفوں کو بھی زیر کر لے)

زہیر بن ابی سلمی بادشاہ مثال کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے!

لـه لقـب لبـاغـی الخیر سهل   و کیـد حیـن تبلـوه متیـن ۱۵۵

(طالب خیر کے لئے اس کا نام لطف وکرم ہے اور جب تم اسے آزماؤ گے تو اس کی تدبیر کو تم محکم پاؤ گے)

لفظ ''تـضـلیل'' پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ یہ اضلال کا مبالغہ ہے۔ مصدر یہاں صیغۂ مجہول کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ہاتھی والوں کی تدبیر اکارت گئی۔ اسی لئے کید کے لئے ضلال اور عدم ہدایت کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔۱۵۶

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"وأن الـلـه لايهدی کيدالخائنين"   اور خیانت کرنے والوں کی چال کو اللہ
(یوسف:۱۲/۵۲)   ناکام بنادیتا ہے۔

کعب بن زہیر۱۵۷ کا شعر ہے ۱۵۷

إن الأمانی والأحلام تضليل ۱۵۸

(بیشک آرزوئیں اور تمنائیں اکارت ہیں)

لفظ ''ابـــابیـل'' کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی واحد نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک ابالہ کی جمع ہے ''عموماً یہ لفظ گھوڑوں کی جماعت اور چڑیوں کے جھنڈ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۱۵۹ زہیر بن اُبی سلمی کا شعر ہے۔

بـالـفـوارس مـن ورقـاء قد علموا   فـرسـان صـدق عـلـی جرد ابابيل

(اور ورقاء کے ایسے شہسواروں کے ساتھ جو اصیل غول در غول گھوڑوں پر سوار تھے اور جن کی شجاعت مسلم تھی)

اُعشیٰ کا شعر ہے!

طـريـق وجبـار رواء اصولـه   عـلـيـه أبابيل من الطير تنعب ۱۶۰

(کھجوروں کے چھوٹے اور بڑے درخت کی جڑیں سیراب تھیں، اور ان پر کوؤں

کے غول کائیں کائیں کر رہے تھے)

لفظ ''الحجارۃ'' کو حجر کا جمع بتایا جاتا ہے، لیکن مولانا نے اسے اسم صفت قرار دیا ہے۔ ۱۶۱ قرآن مجید میں مشرکین کی زبانی منقول ہے۔

قل کونوا حجارۃ أو حدیداً أو خلقا مما یکبر فی صدورکم (الاسراء:۱۷/۵۰۔۵۱)

کہدو کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا تمہارے جی میں کوئی اور سخت صورت آتی ہو

اسی کو اعشیٰ نے اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

وحوادث الأیام لا یبقی لھا الا الحجارۃ ۱۶۲

(اور حوادث روزگار کے بالمقابل صرف پتھر ہی باقی رہ سکتے ہیں)

اس کے بعد مولانا نے "کعصف ماکول" سے بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ عصف گیہوں وغیرہ کے پتوں اور خشک اور ریزہ ریزہ ڈنٹھلوں کو کہتے ہیں ''ماکول'' وہ شی ہے جو کھائی جائے۔ کسی شی کا نام اس کے انجام کے اعتبار سے رکھا جاتا ہے۔ عربی زبان کا عام اسلوب ہے، یہاں وہی اسلوب ملحوظ ہے۔۱۶۳ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

لیقضی اللہ أمراً کان مفعولا (انفال:۸/۴۲)

تا کہ جس معاملہ کا اللہ فیصلہ کر چکا ہے اسے ظہور میں لے آئے۔

سورہ فیل میں اصحاب فیل کو عصف ماکول سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ جنگ میں انھیں ایسی سخت ہزیمت اٹھانی پڑی کہ ان کی تمام طاقت پارہ پارہ ہوگئی اور کچھ دنوں بعد ان کی حکومت کے تارو پود بکھر گئے۔ یہ تشبیہ عربی زبان میں مستعمل ہے۔عدی بن زید کے یہاں یہ اسلوب دیکھا جا سکتا ہے۔۱۶۴

ثم صاروا کأنھم ورق جف فالوت بہ الصبا والدبور ۱۶۵

(پھر وہ خشک پتوں کے مانند ہو گئے، جس کو پروائی، اور پچھوائی ہوائیں لئے لئے پھرتی ہیں)

کلام عرب اور اہل سیر کے حوالوں سے مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ قبائل عرب وقتاً فوقتاً اس کی فوج پر ہلا بول دیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ عرب نہ صرف یہ کہ ابرہہ کے مخالف تھے بلکہ اس کے خلاف برسر پیکار تھے، ابرہہ کے ساتھ ہونے والی جھڑپوں کے چرچے عربوں میں عام تھے، بعض شعراء نے اس پر فخر کا اظہار بھی کیا ہے۔[۱۶۶] قدیم اسلامی شاعر ذوالرمہ نے اپنی شان وشوکت کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

وابرهة اصطادت صدور رماحنا جهاراً وعثنون العجاجة أكدر

(اور ہمارے نیزوں نے علانیہ ابرہہ کا شکار کیا اور (فضا) سخت گردوغبار سے اٹی ہوئی تھی)

تنحى له عمرو فشك ضلوعه بنافذة نجلاءَ والخيل تصبر [۱۶۷]

(عمرو اس کی جانب بڑھا اور نیزے کے کاری زخم سے اس کی پسلیاں توڑ دیں اور شہسوار ثابت قدم رہے)

علماء سیر کے بیان کے مطابق ابرہہ کا حملہ موسم حج میں ہوا تھا، کلام عرب میں اس کی شہادتیں موجود ہیں۔ ابرہہ کے آدمی قربانی کے کچھ اونٹ بھی ہنکا لے گئے تھے۔[۱۶۸] جس کا تذکرہ عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف کے اشعار میں موجود ہے۔[۱۶۹]

لاهم أخز الاسودَ بن مقصود الاخذ الهجمة فيها التقليد

(اے اللہ اسود بن مقصود کو رسوا کر جس نے قربانی کے ان اونٹوں کو پکڑ لیا ہے جن کی گردنوں میں قلادے تھے)

بين حراء وثبير فالبيد يحبسها وهي اولات التطريد

(حراء، ثبیر اور بید کی وادیوں میں ان کو روکا، اور وہ ہنکالے جانے کے لئے تھے)

فضهما الى طماطم سود أخفزهُ يارَبِّ وانت محمود [۱۷۰]

(پھر ان کو حبشی غلاموں کے حوالہ کیا اے میرے اللہ! تو اس کو اپنی امان سے محروم کردے تو حمد کا سزاوار ہے)

شعراء نے ان لوگوں کی مذمت بھی کی ہے جنہوں نے ابرہہ کے خلاف جنگ میں ساتھ نہیں دیا اور خانہ کعبہ کے تحفظ میں بزدلی کا ثبوت دیا۔ اور دشمنوں سے مل کر سازبازکی۔[171] اس کی طرف ضرار بن خطاب[172] نے اس طرح اشارہ کیا ہے۔

وفــرت ثــقيف الــى لاتهــا　　　بـمـنـقلب الخائب الخاسر [173]

(اور قبیلۂ ثقیف کے لوگ ایک ناکام و نامراد بھاگنے والے کی طرح اپنے معبود لات کی طرف بھاگ گئے)

"طیراً ابابیل" پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا نے تین روایات تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہیں، دوسری روایت کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے چڑیاں مراد ہیں، جن کے چونچ سونڈ کے مانند اور چنگل کتے کے پنجوں کی طرح تھے۔ حضرت ابن عباس کی اس روایت میں چونچ کے لئے جو سونڈ کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ شکاری چڑیوں کے لئے آتا ہے۔[174] امرء القیس کا شعر ہے۔

كــأنهـــا لـقـوة طـــلـــوب　　　كـــان خـرطـومـهـا منشـال [175]

(وہ گھوڑی شکاری عقاب کی طرح ہے، گویا اس کی چونچ کرچھے کے مانند ہے)

جملہ مفسرین کا خیال ہے کہ سنگ باری چڑیوں کی جانب سے ہوئی، اس کے برعکس مولانا فراہی کا خیال ہے کہ سنگباری آسمان اور ہوا سے ہوئی۔[176] اس سلسلے میں مولانا کو شدید تنقید کا ہدف بنایا گیا۔[177] یہاں تک کہ انہیں منکرین حدیث کی صف میں لا کھڑا کیا گیا۔[178] مولانا نے اپنے موقف کی تائید میں کلام عرب سے ایسے لوگوں کی شہادت پیش کی ہے[179] جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے۔[180] اسی واقعہ کو ابوقیس[181] کی زبان سے سنئے۔

ومـن صـنـعـه يـوم فيـل الـحبـو　　　ش اذ كـــلـــمـــا بـعـثـوه رزم

(اور اہل حبشہ کے ہاتھی والے دن اس کے عجیب کرشموں میں سے یہ ہوا کہ جتنا اس کو اٹھاتے تھے اتنا ہی وہ بیٹھا جاتا تھا)

مـحـاجـنـهـم تـحـت اقـرابـه　　　وقـد كـلـمـوا انـفـه فـانـخـرم

(ان کے آنکس اس کی کمر اور پیٹ کے نیچے زخمی کر رہے تھے اور انھوں نے اس کی سونڈ زخمی کر ڈالی تھی)

وقـد جـعـلـوا سـوطـه مـغـولاً اذا يـمّـمـمـوه قـفـاه کـلـم

(اور گپتی کو انھوں نے کوڑا بنایا، جب اس سے اس کو مارتے تھے تو وہ اس کے سر کو زخمی کر دیتی تھی۔)

فـارسـل مـن ربـهـم حـاصـب يـلـفـهـم مثـل لف الـقـزم ۸۲؎

(پس اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفانی ہوا بھیجی جو انھیں خس و خاشاک کی طرح لپیٹ لیتی تھی)

اسی واقعہ کو صیفی بن عامر یعنی ابو قیس بن اسلت جاہلی یثربی کی زبانی سنئے۔

قـومـوا فصلوا ربكم وتعّوذوا بار كان هذا البيت بين الاخاشب

(اٹھو اور اپنے رب سے دعا کرو، اور اس گھر کے ستونوں کی پناہ لو جو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے)

فـعـنـد كـم منه بلاء مصدق غداة ابى يكسوم هادئ الكتائب

(پس تمہارے اوپر اللہ کی جانب سے ایسا انعام نازل ہوا ہے جو تصدیق کرنے والا ہے وعدوں کا، ابو یکسوم (ابرہہ) کے دن جو دستوں کی قیادت کر رہا تھا)

فـلـمـا اجـازوا بطن نعمان ردّهم جـنـود الالـه بين سـاف وحـاصـب

(جب وہ نے وادیٔ نعمان سے آگے بڑھے تو اللہ کی افواج نے انھیں وادیٔ ساف اور حاصب کے مابین پسپا کر دیا)

فـولـوا سـراعـانـا دمين ولـم يؤب الـى أهله ملجيس غيرعصائب ۱۸۳؎

وہ نامراد تیزی سے واپس ہوئے اور فوج میں سے چند لوگوں کے علاوہ کسی کو اپنے اہل و عیال سے ملنا نصیب نہ ہوا۔

جاہلی شاعر طفیل غنویؒ[۱۸۴] کا شعر دیکھئے۔

تـرعـى مـذانـب وَسـمّيٍ اطـاع لـه بالجوع حيث عصى اصحابه الفيل ۱۸۵؎

(ایسے اصیل گھوڑے کو چرا رہے ہو جنہوں نے فاقہ میں بھی ان کی فرماں برداری کی، جبکہ ہاتھیوں نے اپنے مالکوں کی نافرمانی کی)

ابوامیہ بن ابی الصلت قبیلہ ثقیف کا جاہلی شاعر ہے طائف کا باشندہ ہے یہ قبیلہ لات اور غبغب کو پوجتے تھے، ان کا ایک خاص معبد تھا، جس میں کلید برداری وغیرہ کے مناصب تھے، جس کی وجہ سے قبیلہ ثقیف اور قریش کے مابین ایک حریفانہ چشمک رہتی تھی وہ کہتا ہے۔[۱۸۶]

ان ایات ربنا بینات لایماری بهن الاالکفور

(ہمارے رب کی نشانیاں واضح ہیں، صرف کافر ہی ان کا انکار کر سکتے ہیں)

حبس الفیل بالمغمس حتي ظل یحبو کأنه معقور

(اس نے وادئ مغمس میں ہاتھی کو روک دیا، یہاں تک کہ وہ گھٹنے کے بل اس طرح چلنے لگا جیسے کوچیں کاٹی ہوئی اونٹنی کے مانند)

واضعا حلقة الجران کما قطر صخر من کبکب محدور [۱۸۷]

اس نے اپنی گردن کا اگلا حصہ زمین پر اس طرح گرا دیا جیسے کوہ کبکب سے کوئی چٹان نیچے آ گئی ہو)

کسی شاعر نے ابرہہ اشرم کے باب میں اس طرح کہا ہے۔

این الفرار والاله الطالب والأشرم المغلوب غیر الغلب[۱۸۸]

(اب کون سی راہ فرار ہے جبکہ اللہ تمہارے تعاقب میں ہے اور اشرم غلبہ حاصل کرنے کے بجائے مغلوب ہوگا)

عبدالمطلب[۱۸۹] نے کوہ حراء پر چڑھ کر کہا:

لاهم ان المرء یمنع رحله فامنع رحالك

(اے اللہ! بیشک انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر)

لا یغلبن صلیبهم ومحالهم ابداً محالك

(ان کی صلیب اور ان کی قوت کبھی تیری قوت[۱۹۰] پر غالب نہیں ہوگی۔

ان كنت تاركهم وقبلتنا فامرما بدالك

(اگرتو ہمارے قبلہ کوان کے زیرنگیں کرنا چاہتا ہےتو وہی کر جوتیری مرضی ہو)

جاہلی شاعر نفیل بن حبیب خثعمی موقع پر موجود تھا کہتا ہے۔ ۱۹۱

الاردى جمالك ياردينا نعمناكم مع الاصباح عينا

(اے ردینہ! تم اپنے اونٹوں کو واپس لاؤ، تمہارے دیدار سے آنکھیں لطف اندوز ہوں گی)

فانك لورأيت ولن تريه الى جنب المحصب مارأينا

اگرتم دیکھتی اوراب تو تم اس کونہیں دیکھ سکتی ہو جس کا وادیٔ محصب کے پہلو میں ہم نے مشاہدہ کیا)

اكل الناس يسال عن نفيل كان على للحبشان دينا

(ہر شخص نفیل ہی کو پوچھتا ہے۔ گویا کہ حبشیوں کا مجھ پر قرض ہے۔ ۱۹۲

حمدت الله اذاعاينت طيرا وحصب حجارة تلقىٰ علينا

(میں نے چڑیوں کو دیکھ کر اللہ کا شکرادا کیا، اور ہمارے اوپر پتھروں کی بارش ہورہی تھی)

مغیرہ بن عبداللہ المخزومی[۱۹۳] نے کہا۔

أنت حبست الفيل بالمغمس حبسته كأنه مكردس

(تونے وادیٔ مغمس میں ہاتھی کوروک دیا۔ جیسے کسی شخص کو ہاتھ پیر باندھ کرڈال دیا گاہو۔)

محتبس تزهق فيه الانفس ۱۹۴

(ایک قید خانہ کی طرح ہے جس میں جان نکل جاتی ہیں)

آگے مولانا نے نابغہ کے اشعار نقل کیئے ہیں جواس کے قبیلہ کی تعریف میں کہے گئے ہیں، ان اشعار میں گوشت خور چڑیوں کا ذکر کیا ہے۔

اذا ماغزوابالجيش حلق فوقهم عصائب طير تهتدى بعصائب

(جب وہ فوج لے کر حملہ کرتے ہیں تو چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے اوپر منڈلاتے ہیں)

تراهن خلف القوم خزرا عيونها جلوس الشيوخ فی ثياب الارانب

(فوج کے پیچھے چڑیاں بیٹھی ہوئی، کن انکھیوں سے دیکھ رہی ہیں جیسے پوستین اوڑھے شیوخ بیٹھے ہوں ۱۹۵)

جوانح قد ايقن ان قبيله اذا ماالتقی الجمعان اول غالب ۱۹۵

(وہ گرا چاہتی ہیں، کیونکہ انھیں یقین ۱۹۶ ہے کہ دو فوجوں کی مدبھیڑ کے وقت توانہی کی فوج غالب رہتی ہے)

اسی مضمون کو ابونواس ۱۹۶ نے اس طرح ذکر کیا ہے۔

تتأی الطیرُ غدوته ثقةً بالشبع من جزره ۱۹۷

(چڑیوں نے صبح ہی اس یقین سے قصد کیا کہ اس کے اونٹوں سے شکم سیر ہوسکیں گی)

"ألم تر" میں خطاب کے سلسلے میں مفسرین کی عام رائے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب ہے لیکن مولانا کا خیال ہے کہ خطاب کا رخ افراد اہل مکہ کی جانب ہے، کیونکہ ترمیہم کا لفظ اس تاویل کا متحمل نہیں ہے اور ترہیم کا لفظ علیہم کی ضمیر مجرور سے حال پڑا ہوا ہے۔ اس پر مولانا نے تفصیلی بحث کی ہے۔ اور کلام عرب سے اس طرح کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک آیت بھی پیش کی ہیں۔

"يوم تشقق الأرض عنهم سراعا" (ق/۴۴) جس دن زمین پھٹے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جا رہے ہوں گے۔

اس آیت میں لفظ "سراعاً" عنہم کی ضمیر مجرور سے حال پڑا ہوا ہے۔ ۱۹۸

اسی طرح کے مثال کی لئے امرء القیس کا شعر دیکھئے:

فلما اجن الشمس عنی غيادها نزلت اليه قائماً بالخصيص ۱۹۹

(جب سورج غروب ہو گیا تو میں اتر کے اس کے پاس آیا جو ہموار زمین پر کھڑا تھا)

اوراسی کا دوسرا شعر ہے۔

کان سراته لدی البیت قائما مداك عروس أو صلاية حنظل ۲۰۰

(جب گھوڑا گھر کے پاس کھڑا رہتا ہے تو اس کی پیٹھ تو ایسی لگتی ہے جیسے دولہن کا سہاگ یا اندارئن کے پھل توڑنے کا چوڑا پتھر)

اوراعشیٰ کا شعر ہے۔

وقیامی علیه غیر مضیع قائماً بالغدو والآصال ۲۰۱

(اور صبح وشام میری طرف سے اس کی دیکھ بھال ضائع نہ ہوگی)

لبید کا شعر ہے:

باتت واسبل واکف من دیمة یروی الخمائل دائما تسجامها ۲۰۲

(رات ایسی بسر کی کہ وہ جھڑی جو درختوں کی زمینوں اور گھاس والے پھلوں کو تروتازہ کرے برابر لگی رہی)

نابغہ بنی جعدہ[۲۰۳] کا شعر ہے:

تلألأ کالشعری العبور توقدت وکان عماءً دونها فتحسرا ۲۰۴

(وہ شعری عبور کی طرح ابر سے نکل کر چمکا اور پھر غائب ہوگیا)

ونهنهته حتی لبست مفاضة مضاعفة کالنهی ریح وامطر ۲۰۵

(اور میں نے اس روکا یہاں تک کہ ایک ڈھیلی ڈھالی زرہ پہنی جس میں اس تالاب کی سی لہریں تھیں جس پر ہوا چل گئی ہو اور پانی برس گیا ہو)

ابوذویب ہذلی[۲۰۶] کا شعر ہے:

ولیاتین علیك یوم مرة یبکی علیك مقنعاً لاتسمع ۲۰۷

(اور تم پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم کو دفن کر کے تمہارا ماتم ہوگا اور تم نہیں سنو گے)

مولانا ''ترمیہم'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اصلاً کانت ترمیہم ہے کیونکہ مضارع سے قبل افعال ناقصہ کے حذف کردینے کا قاعدہ عربی میں عام ہے۔اس کی

قرآن مجید اور کلام عرب میں بیشمار مثالیں موجود ہیں۔۲۰۸

وسخرها عليهم سبع ليال	اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات
وثمانية ايام حسوماً فترى	رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا
القوم فيها صرعى كأنهم	(تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ
اعجاز نخل خاوية	وہاں اس طرح پچھڑے پڑے ہیں
(الحاقہ:۶۹/۷)	جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں

متمم بن نویرہ کا شعر ہے:

تقول ابنة العمری مالك بعدما   اراك قديما ناعم الوجه اقرعا ۲۰۹

(عمری کی بیٹی کہتی ہے یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے حالانکہ اس سے پہلے مین تمہیں نہایت ہشاش بشاش اور آراستہ زلفوں والا دیکھتی تھی)

خداش بن زہیر ۲۱۰ بن ربیعہ:

قفار وقدترعى بها ام رافع   مذانبها بين الاسلة والصخر ۲۱۱

(اب چٹیل میدان ہے۔ جبکہ اس کی شادابیاں جو پہاڑیوں کے مابین ہیں اس میں ام رافع رہا کرتی تھی۔)

☆/☆

حواشی

۱۲۷ المعلم عبدالحمید الفراهی، تفسیر سورہ والعصر من نظام القرآن مطبعة فیض عام، علی گڑھ، الہند، ۱۳۲۶ھ، ص ۳

۱۲۸ اس شعر کی ایک روایت اور ہے دیکھئے، دیوان امرء القیس، ص ۱۲۷ اور کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۵۸،

الاعم صباحاً ايها الطلل البالى ☆ وهل يعمن من كان فى العصر الخالى

۱۲۹ یہ شعر قدرے فرق کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے۔

فذاك عصروقدارانى ☆ تحملنى نهدة سرحوب

(کتاب شعراء النصرانیۃ ،ص ۶۰۹)

۱۳۰۔ متلمس کا تعلق بنی ضبیعہ سے ہے،جن کا انتساب قبیلۂ ربیعہ کی جانب ہے، اہل بحرین کا جاہلی شاعر ہے، اور طرفہ بن عبد کا ماموں ہے، اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔اور اسے مستشرق ویلرس (Vallers) نے جرمن زبان میں منتقل کیا ہے۔(الاعلام،۲/ ۱۱۹)

۱۳۱۔ قطامی کا تعلق بنی جشم بن بکر سے ہے، اس کا پورا نام عمیر بن شییم بن عمرو بن عباد ہے۔ قطامی لقب ہے غزل کا نمائندہ شاعر ہے، عراق کے قبیلۂ تغلب کے نصاری میں سے ہے وہ اسلام سے سرفراز بھی ہوا، ابن سلام نے اسے اسلامی شعراء کے دوسرے خانہ میں رکھا ہے لیڈن سے اس کا دیوان شرح کے ساتھ شائع ہوا، دوبارہ اس کا محقق ایڈیشن بغداد سے شائع ہوا۔(الاعلام ۵/ ۸۸۔۸۹)

۱۳۳۔ دیوان القطامی (تحقیق الدکتور، ابراھیم السامرائی، احمدمطلوب) الطبعة الأولى دار الثقافة بيروت، ۱۹۶۰ء، ص ۲۳

۱۳۴۔ یہ شعر اس طرح بھی پایا جاتا ہے۔

فان لم تترکی عذلی سفاھاً۔ تلمك على نفسك اى عصر

(کتاب شعراء النصرانیہ،ص ۷۷)

۱۳۵۔ تفسیر سورہ والعصر، ص ۴

۱۳۶۔ مثقب عبدی کا تعلق قبیلۂ ربیعہ کی شاخ بنو عبدالقیس سے ہے، وہ اہل بحرین کا جاہلی شاعر ہے اور صاحب دیوان ہے (الاعلام،۳/ ۲۳۹)

۱۳۷۔ کتاب شعراء النصرانیۃ ،ص ۴۱۵

۱۳۸۔ قس بن ساعدہ کا تعلق بنو ایاد سے ہے، اس کا حکماء عرب میں شمار ہے، اور عرب کے چوٹی کے خطباء میں شامل ہے دور جاہلیت میں نجران کا بشپ تھا، وہ پہلا شخص ہے جس نے تلوار یا ڈنڈے پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا نبوت سے قبل اس نے آنحضور ﷺ دیکھا تھا (الاعلام،۵/ ۱۹۶)

۱۳۹؎ کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۲۱۳

۱۴۰؎ تفسیر سورہ والعصر، ص ۴۔۵

۱۴۱؎ جمھرۃ اشعار العرب، ص ۱۷۸، ۱۷۹

۱۴۲؎ تفسیر سورہ والعصر، ص ۷

۱۴۳؎ ربیعہ بن مقروم بن قیس ضبی کا شمار حماسی شعراء میں ہوتا ہے۔ یہ مخضرمی شاعر ہے (الاعلام۔۳/۱۷)

۱۴۴؎ المفضلیات، ص ۸۲

۱۴۵؎ سوید بن اَبی کاہل یشکری مخضرمی شاعر ہے، ابن سلام نے اسے عنترہ کی صف میں شمار کیا ہے، شاکر العاشور نے اس کے اشعار کو ترتیب دے کر بصرہ سے شائع کیا ہے۔ (الاعلام، ۳/۱۴۶)

۱۴۶؎ کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۴۲۸

۱۴۷؎ شرح دیوان لبید بن ربیعہ العامری، ص ۲۸۶

۱۴۸؎ تفسیر سورہ والعصر، ص ۸

۱۴۹؎ دیوان حاتم الطائی (تحقیق وشرح: کرم البستانی،) مکتبہ صادر، بیروت، س ۱۹۵۳ء

۱۵۰؎ ذوالاصبع العدوانی ایک دقیق النظر شاعر ہے اس کا قدیم جاہلی شعراء میں شمار ہوتا ہے، اس کا تعلق بنی عدوان سے ہے، اوراس قبیلہ کا تعلق جدیلہ سے ہے الاصبغ کے سوانحی حالات کے لئے دیکھئے تحریر الأغانی۔ ابن واصل الحموی تحقیق الداکتور حسین وابراہیم مطبعۃ مصر، القاہرہ، ۱۹۵۵ء، ص ۳۵۳۔۳۶۳ نیز دیکھئے۔ کتاب شعراء النصرانیۃ، ص ۶۵۳۔

۱۵۱؎ علامہ حمید الدین فراہی تفسیر نظام القرآن (ترجمہ امین احسن اصلاحی) دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڈھ ص ۳۴۵۔

۱۵۲؎ دیوان زہیر بن اَبی سلمیٰ (تحقیق وشرح کرم البستانی) مکتبہ صادر، بیروت (بدون تاریخ) ص ۱۳۴

۱۵۳؎ المعلم عبدالحمید الفراہی، تفسیر سورہ الفیل من نظام القرآن مطبعۃ معارف، اعظم گڈھ، الہند ۱۹۳۵ء (۱۳۵۴ھ) ص ۱

۱۵۴؎ دیوان النابغۃ الذبیانی (صحہ وحل غرابتہ الاستاذ الشیخ عبدالرحمۃ سلام) مطبعۃ المصباح۔ بیروت، ۱۹۲۹ء ص ۳۲

۱۵۵؎ دیوان زہیر بن ابی سلمیٰ (تحقیق وشرح: کرم البستانی) مکتبہ صادر، بیروت، ۱۹۵۳ء، ص ۳۵

۱۵۶؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۔۲

۱۵۷؎ کعب بن زہیر کی حیات وشاعری کے لئے دیکھئے شعراء والرسول، سعید الاعظمی الندوی، مکتبہ الفردوس، مکارم ناغر، لکھنو، ص ۴۷۳۔۵۵۱ نیز دیکھئے معجم الشعراء۔ المرزبانی (تحقیق عبدالستار احمد فرج) دار احیاء الکتب العربیۃ، ۱۹۶۰ء ص ۲۳۰۔۲۳۱

۱۵۸؎ پورا شعر اس طرح ہے فلا یغرنك ملمنت وملوعدت ☆ إن الأملی والأحلام تضلیل (شرح دیوان کعب بن زہیر، دارالکتب المصریہ، القاہرہ۔ ۱۹۵۰ء، ص ۹)

۱۵۹؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲

۱۶۰؎ دیوان الأعشی الکبیر میمون بن قیس (شرح وتعلیق: الدکتور محمد حسن) مکتبۃ الآداب بالجمامیر (بدون التاریخ) ص، ۳۰

۱۶۱؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳

۱۶۲؎ یہ شعر دیوان الاعشیٰ اور کتاب الصبح المنیر میں موجود نہیں ہے

۱۶۳؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳

۱۶۴؎ ایضاً ص ۳

۱۶۵؎ کتاب شعراء النصرانیہ بمطبعۃ الآباء المرسلین الیسوعین فی بیروت، ۱۸۹۰ء ص ۴۴۳۔

۱۶۶؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۷

۱۶۷؎ دیوان ذی الرمہ، المکتب الاسلامی۔ الطبعۃ الاولی، ۱۹۶۴ء ص ۳۱۸

۱۶۸؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۷

۱۶۹؎ دیکھئے عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، (تحقیق علی محمد البجاوی)، مکتبۃ نہضۃ مصر و مطبعتہا، الفجالۃ، مصر، القاہرۃ، (بدون تاریخ) ۳/ ۱۰۸۵

۱۷۰؎ سیرۃ النبی لابن ہشام ۱۷/ ۵۲

۱۷۱؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۸

۱۷۲؎ ضرار بن خطاب جری اور نامور صحابی رسول ہیں، آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ قریش کے اندر ان سے بڑا کوئی شاعر نہ تھا، (الاعلام، ۳/ ۲۱۵)

۱۷۳؎ ابن ہشام، سیرۃ النبی (راجع اصولہا، وضبط غریبہا، وعلق حواشیہا ووضع فہارسہا: المرحوم الشیخ محمد محی الدین عبدالحمید دار الفکر، ۱۹۳۷ء ۱۰/ ۴۸

۱۷۴؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲۳

۱۷۵؎ دیوان امرء القیس (تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم) دار المعارف، مصر، ۱۹۵۸ء ص ۹۲

۱۷۶؎ تفسیر سورہ الفیل، ۳۲، ۳۳

۱۷۷؎ اس سلسلے میں دیکھئے شبیر از ہر میرٹھی تفسیر سورہ فیل، الرشاد، جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ، یوپی، ۱۱/ ۵۱۔۱۵۲ اکتوبر و نومبر ۱۹۸۵ء ص ۶۔۱۹۔

۱۷۸؎ وضاحت کے لئے دیکھئے محمد رضی الاسلام ندوی، مولانا فراہی اور حدیث سہ ماہی تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) ۹/ ۴، اکتوبر۔دسمبر ۱۹۹۰ء۔ ص ۲۶۔۵۷

۱۷۹؎ وضاحت کے لئے دیکھئے، دو عمدہ مضمون (مولانا مودودیؒ و چودھری غلام احمد پرویز) ناشر بدر الدین اصلاحی باہتمام عبدالاحد الاصلاحی) مطبع اصلاح، سرائے میر، اعظم گڈھ۔ ۱۹۳۶ء۔ ص ۲۔۳۴

۱۸۰؎ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳۲

۱۸۱؎ ابو قیس بن الاسلت کے لئے دیکھئے کتاب الجاحظ الحیوان، (تحقیق و شرح: عبدالسلام محمد ہارون، مطبعۃ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۸ء، ۳/ ۴۵

۱۸۲۔ دوسرا اور تیسرا شعر سیرت ابن ہشام میں اس طرح موجود ہے۔

محاجنهم اقرابه☆ قدشرحوا أنفه فانخرم

فارسل من فوقهم حاصبا☆ فلفهم مثل لف القزم

(ابو محمد عبد الملک بن ہشام، سیرۃ النبی، راجع اصولہا وضبط غریبہا وعلق حواشیہا ووضع فہارسہا المرحوم محمد محی الدین عبد الحمید) دار الفکر (بدون تاریخ) ۱/ ۶۰۔۶۱

۱۸۳۔ پہلا، تیسرا اور چوتھا شعر سیرت بن ہشام میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس طرح موجود ہے۔

فقوموا فصلوا ربكم و تمسحوا۔ باركان هذا البيت بين الأخاشب

فلما أتاكم نصرذوى العرش ردّهم۔ جنود المليك بين ساف و حاصب

فولوا سرا عاهاربين ولم يؤب۔ الى اهله ملجيش غير عصائب

(سیرۃ النبی) ۱/ ۵۹

۱۸۴۔ طفیل غنوی کا دور جاہلی کے فحول الشعراء میں شمار ہے۔ وہ بہت بہادر تھا، گھوڑوں کے حوالہ سے اس نے عربوں کی بہت تعریف کی ہے گھوڑوں کی صفات چونکہ کثرت سے بیان کی ہیں اسلئے اسے طفیل الخیل بھی کہا جاتا ہے۔ اور اپنی شاعری میں حسن پیدا کرنے کے سبب اسے "المحبر" بھی کہا جاتا ہے۔ نابغہ جعدی اور زہیر بن ابی سلمی کا معاصر رہا ہے۔ (الاعلام، ۳۸۸/۳۰)

۱۸۵۔ کتاب الحیوان (تحقیق وشرح عبد السلام ہارون) مکتبۃ مصطفی۔ البابی الحلبی، مصر، ۸/ ۱۳۷۷ء/ ۱۹۵۷ء/ ۱۹۷/۷

۱۸۶۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲۵

۱۸۷۔ پہلا اور دوسرا شعر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ سیرت ابن ہشام میں اس طرح ہے۔

إن آيات ربناثاقبات ۔ لايمارى فيهن الاالكفور

لازما حلقة الحيران كما قطِّرمن صخر كبكب محدور

(سیرۃ النبی لابن ہشام، ۱/ ۶۳)

اصحاب فیل پر مولانا نے جو گفتگو کی ہے، وہاں پر انہوں نے "کتاب الحیوان" سے استفادہ کیا ہے، دیکھئے الجاحظ۔ کتاب الحیوان (تحقیق وشرح عبدالسلام محمد ہارون) مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۷/ ۱۹۹۔ ۱۲۷

۱۸۸۔ یہ شعر سیرۃ النبی میں اس طرح موجود ہے:

این المفرو الاله الطالب۔ والاشرم المغلوب لیس الغالب

(سیرۃ النبی لابن ہشام ۱/ ۵۴)

۱۸۹۔ عبدالمطلب دور جاہلیت میں قریش کے سردار تھے، اور آنحضور ﷺ کے دادا ہیں، (الاعلام۔ ۴/ ۱۵۴)

۱۹۰۔ پہلا اور دوسرا شعر اس طرح بھی ہے۔

لاهم إن العبد يمنع۔ رحله فامنع حلالك

لايغلبن صليبهم۔ ومحالهم غدواً محالك

(سیرۃ النبی۔ ۱/ ۵۱)

۱۹۱۔ نفیل بن حبیب خشعمی جاہلی شاعر ہے، ذوالیدین لقب ہے، یہ ابرہہ کی فوج میں شامل تھا یوم فیل سے متعلق کئی اشعار کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے۔ (الاعلام، ۸/ ۴۵)

۱۹۲۔ یہ اشعار قدرے فروق کے ساتھ اس طرح بھی مروی ہیں:

ألا حييت عنا يا ردينا	نعمناكم مع الاصباح عينا
ردينة لو رأيت فلا تريه	لدى جنب المحصب مارأينا
وكل القوم يسأل عن نفيل	كأن على للحبشان دينا
حمدت الله إذا ابصرت طيرا	وخفت حجارة تلقى علينا

(سیرۃ النبی، لابن ہشام ۱/ ۵۴)

۱۹۳۔ مغیرہ مخذومی کا دور جاہلیت میں سرداران قریش میں شمار تھا، عبدالمطلب بن ہاشم کے معاصر تھے، انھوں نے عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے قربانی

کے سلسلے میں اختلاف کیا (الأعلام۔ ۷/ ۲۷۷)

۱۹۴ الجاحظ کتاب الحیوان۔ (تحقیق وشرح: عبدالسلام محمد ہارون) الطبعۃ الاولی۔ مطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ۔ مصر، ۱۹۴۵ء/۷/ ۱۹۹

۱۹۵ دوسرے شعر میں "لاآرانب" کی جگہ "المراتب" کی بھی روایت ہے۔ (دیوان النابغۃ الذبیانی، ص ۱۰)

۱۹۶ ابونواس کی حیات وخدمات کے لئے دیکھئے احمد حسن الزیات: تاریخ الادب العربی (بدون تاریخ ومطبع) ص ۲۷۲۔ ۲۷۴

۱۹۷ دیوان ابی نواس (حققہ وضبطہ وشرحہ: احمد عبدالمجید الغزالی) دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان۔ س ۱۹۵۳ء ص ۵۳۱

۱۹۸ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳۰

۱۹۹ دیوان امرء القیس، ص ۴۷

۲۰۰ یہ شعر دیوان میں اس طرح بھی ہے۔

كان على الكتفين منه اذا انتحى۔ مداك عروس أو صراية حنظل

(دیوان امرء القیس، ص ۲۱)

۲۰۱ کتاب الصبح المنیر، ص ۲۵۴

۲۰۲ شرح لبید بن ربیعہ العامری (حققہ وقدم لہ: الدکتور احسان عباس) الکویت ۱۹۶۲ء ص ۳۰۹

۲۰۳ نابغہ جعدی عامری ایک کہنہ مشق شاعر اور معمر ترین صحابۂ کرامؓ میں سے تھے، انھیں نابغہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ تیس سال گزرنے کے بعد انہوں نے اچانک شعر کہے، ان کا شمار ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے ظہور اسلام سے قبل بتوں سے علاحدگی اختیار کی اور شراب سے دوری اختیار کرنے کی تعلیم دی، نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، مستشرقہ Maria Nallino نے آپ کے متفرق اشعار کو جمع کر کے تحقیق کے

ساتھ شائع کیا اور اسے اطالوی زبان میں منتقل بھی کیا (الاعلام ۵/۲۰۷)

۲۰۴۔ جمھرۃ اشعار العرب۔ ابوزید محمد بن ابی الخطاب القرشی۔ دار صادر بیروت ۱۹۶۳ء ص ۲۷۷

۲۰۵۔ ایضاً ص ۲۷۹

۲۰۶۔ ابوذویب ہذلی کا تعلق قبیلۂ مضر سے ہے، یہ مخضرمی شاعر ہے (الاعلام ۲/۳۲۵)

۲۰۷۔ جمھرۃ اشعار العرب، ص ۲۴۲

۲۰۸۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳۱

۲۰۹۔ جمھرۃ اشعار العرب، ص ۲۶۲

۲۱۰۔ خداش بن زہیر عامری کا تعلق بنو عامر بن صعصعۃ سے ہے، یہ ایک جاہلی شاعر ہے، اور اس کا شمار بنو عامر کے اشراف اور بہادروں میں سے ہے۔ اس کا لقب ''فارس الضحیاء'' ہے اس کی شاعری فخریہ بہادرانہ اشعار پر مشتمل ہے، ''حرب فجار'' میں وہ مشرکین کے ساتھ تھا، اس کے بعض سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ بعد میں اس نے اسلام قبول کرلیا تھا، لیکن صحیح خیال یہ ہے کہ وہ جاہلی شاعر ہے، ابوعمر والعلاء کا کہنا کہ خداش کی شاعری لبید کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، لیکن لوگوں نے لبید کی برتری کو تسلیم کیا ہے۔ (الاعلام ۔۲/۳۰۲)

۲۱۱۔ جمھرۃ اشعار العرب، ص ۱۸۸

☆/☆